السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

نورپورلاہور۔ (۲۰ اگست ۲۰۰۲ء) ''میں لاہور کے ایک گاؤں ''نورپور'' کا رہائشی ہوں۔ پیشے کے اعتبار سے ڈاکٹر ہوں اوراپنے گاؤں کے قریب ہی ایک قصبے ''ہڈیارہ'' میں پریکٹس کرتا ہوں۔ گزشتہ دنوں سے ہمارے علاقے میں ایک مسئلہ پیدا ہوگیا ہے جس نے لوگوں کو بہت پریشان کر رکھا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ ہمارے گاؤں کی ایک عمر رسیدہ عیسائی عورت وفات پاگئی۔ ہمارا گاؤں تقریباً ایک ہزار گھروں پر مشتمل ہے جب کہ عیسائیوں کا صرف ایک کنبہ رہائش پذیر ہے جو پندرہ افراد پر مشتمل ہے۔ یہ افراد گاؤں کے لوگوں کی خدمت کرکے گزراوقات کرتے ہیں جس میں بھینسوں کا گوبر اٹھانا اور گھروں کی صفائی وغیرہ شامل ہے۔ مذکورہ عورت بھی گزشتہ پچاس سال سے گاؤں کے لوگوں کی خدمت کررہی تھی۔ ہمارے گاؤں میں چونکہ عیسائیوں کا کوئی قبرستان نہیں ہے اورنہ ہی اتنی استطاعت رکھتے ہیں کہ اپنے مردے دفن کرنے کے لیے اپنی جیب سے کوئی جگہ خرید سکیں۔

اس لیے اس عورت کی تدفین ایک مشکل مسئلہ بن گیا۔ عیسائی حضرات نے مسلمانوں کے سرکردہ افراد سے رابطہ کرکے اپنا مسئلہ پیش کیا تو چند سرکردہ افراد نے انھیں اجازت دے دی کہ وہ مسلمانوں کے بڑے قبرستان کے ایک کونے میں اسے دفن کردیں۔ یوں وہ عیسائی عورت مسلمانوں کے قبرستان کے ایک کونے میں دفن ہوگئی۔

اس واقعے پر ایک طویل عرصہ گزرچکا ہے۔ اب چند لوگوں نے یہ مسئلہ اٹھایا ہے کہ عیسائی عورت مسلم قبرستان میں دفن نہیں ہوسکتی۔ اگر اس کی قبر کو نہ اکھاڑا گیا تو اہل علاقہ، (بستی والوں) اور مسلمان اہل قبور پر عذاب نازل ہوتا رہے گا۔ کچھ لوگ اس بارے میں یہ رائے دیتے ہیں کہ عیسائی عورت کی قبر قبرستان کے ایک کونے میں واقع ہے لہٰذا اس کے اردگرد چاردیواری کردی جائے تو یوں وہ مسلم قبرستان سے الگ ہوجائے گی۔ کچھ لوگ معرکہ بویب کا حوالہ دیتے ہیں جس میں مسلمانوں اور عیسائیوں نے مل کر ایرانیوں کا مقابلہ کیا تھا۔ مسلمان اور عیسائیوں کی مشترکہ فوج کے سپہ سالار حضرت مثنی رضی اللہ عنہم تھے۔ عیسائیوں نے مسلمانوں کے شانہ بشانہ جنگ لڑی اور جرأت وبہادری کے جوہر دکھائے۔ جب جنگ ختم ہوگئی تو کئی عیسائی بھی اس جنگ میں کام آئے۔ ایک عیسائی سردار کی لاش سے حضرت مثنی رضی اللہ عنہ لپٹ گئے۔ اس کے ماتھے کو چومتے رہے اور خود اپنے ہاتھوں سے اس کی تدفین کی اور کہا کہ انھوں نے جان دے کر اپنے گناہوں کا کفارہ ادا کردیا ہے۔

آپ قرآن وسنت کی روشنی میں ہماری رہنمائی فرمائیں تاکہ امن وامان بھی برقرار رہے اور مسئلہ بھی حل ہوجائے۔ امید ہے کہ آپ فتویٰ جاری فرماتے ہوئے مندرجہ ذیل باتوں کو مدنظر رکھیں گے۔

۱۔ عیسائی عورت کو زبردستی دفن نہیں کیا گیا بلکہ اس میں مسلمانوں کی مرضی شامل تھی۔

۲۔ عیسائی عورت قبرستان کے ایک کونے میں دفن ہے اور اس کو آسانی سے الگ کیا جاسکتا ہے۔

۳۔ قبر کو اکھاڑنا ایک پیچیدہ مسئلہ ہے۔

۴۔ لاش نکال کر کسی اور جگہ دفن کرنے کا فی الحال کوئی خاص انتظام نہیں ہے کیونکہ کوئی مسلمان جگہ دینے کے لیے تیار نہیں ہے۔

۵۔ کچھ لوگوں کی رائے ہے کہ اسلام محبت ورواداری اور صلح وامن کا حکم دیتا ہے، اس لیے قبر کو نہ اکھاڑا جائے کیونکہ یہ دورِ جاہلیت کی نشانی ہے اور عیسائیوں سے اظہارِ ہمدردی کیا جائے کیونکہ وہ اہل کتاب ہیں۔ (سائل: ڈاکٹر جاوید اقبال۔ نورپور، تھانہ ہڈیارہ تحصیل کینٹ، ضلع لاہور،) (۱۰ جنوری ۲۰۰۳ء

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

مسلمانوں کے قبرستان میں مشرکین اور کفار کو دفن کرنا ناجائز اور حرام ہے۔ کیونکہ اس میں اہل اسلام کے مردوں کی بے حرمتی ہے۔ جو شخص ایسے فعل کا مرتکب ہوا ہے اس نے کبیرہ گناہ کیا ہے، اس کے لیے توبہ کرنا لازمی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے مسلمان اہل قبور کی زیارت کا (یعنی قبروں کی زیارت اور قبرستان جانے کا) حکم دیا ہے اور ان کے پاس کھڑے ہوکر دعا کرنے کی تاکید فرمائی ہے۔ جب کہ مشرک کی قبر کے پاس کھڑا ہونا ممنوع ہے بلکہ اس کے برعکس وہاں سے جلدی گزرجانے کا حکم دیا ہے۔ جس طرح کے قصہ دیارِ ثمود کی وضاحت موجود ہے۔ چنانچہ قرآنِ مجید میں ارشاد ہے:

وَلَا تُصَلِّ عَلَىٰٓ أَحَدٍ مِّنْهُم مَّاتَ أَبَدًا وَلَا تَقُمْ عَلَىٰ قَبْرِهِۦٓ ... ٨٤ ... سورة التوبة

''اور (اے نبی) ان میں سے کوئی مرجائے تو کبھی اس (کے جنازے) پر نماز نہ پڑھنا اور نہ اس کی قبر پر (جاکر) کھڑے ہونا۔''

''جامع الترمذی'' میں حدیث ہے کہ اس آیت کے نازل ہونے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے کسی منافق میت کی نمازِجنازہ نہیں پڑھائی اورنہ اس کی قبر پر کھڑے ہوئے۔''

عہد نبوی سے لے کر اسلامی دستور اور عمل یہی رہا ہے کہ مسلمانوں کا قبرستان کفار سے ہمیشہ جدا رہا ہے۔ چنانچہ ''صحیح بخاری'' میں قصہ عمر رضی اللہ عنہ میں ہے:

(وَالَّا فَرُدُّونِي إِلَى مَقَابِرِ الْمُسْلِمِينَ ۔ ' (صحيح البخاری ، باب ما جاء في قبر النبي صلى الله عليه وسلم، وأبي بكر، وعمر رضي الله عنهما، رقم: ۱۳۹۲ '

"کہ مجھے اگر قبر نبوی کے پاس دفن ہونے کی اجازت نہ ملی تو پھر مسلمانوں کے قبرستان میں مجھے دفن کردینا۔"

امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی ''صحیح'' میں ان الفاظ سے باب قائم کیا ہے:

'بَابٌ: هَلْ تُنْبَشُ قُبُورُ مُشْرِكِي الجَاهِلِيَّةِ، وَيُتَّخَذُ مَكَانُهَا مَسَاجِدَ۔ '

''یعنی کیا مشرکین جاہلیت کی قبریں اکھاڑ کر ان کی جگہ مساجد تعمیر کی جا سکتی ہیں؟''

پھر اس کے تحت مسجد نبوی کی تعمیر کا قصہ لائے ہیں، جس کا آخری جملہ یہ ہے:

(فَقَالَ أَنَسٌ: فَكَانَ فِيهِ مَا أَقُولُ لَكُمْ قُبُورُ المُشْرِكِينَ، وَفِيهِ خَرِبٌ وَفِيهِ نَخْلٌ، فَأَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقُبُورِ المُشْرِكِينَ، فَنُبِشَتْ، ثُمَّ بِالخِرَبِ فَسُوِّيَتْ ' (صحيح البخاری ، باب: هَلْ تُنْبَشُ قُبُورُ مُشْرِكِي الجَاهِلِيَّةِ، وَيُتَّخَذُ مَكَانُهَا مَسَاجِدَ، رقم: ۴۲۸ '

اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ کفار و مشرکین کی قبریں قابلِ احترام نہیں بلکہ ضرورت کی بناء پر ان کو اکھاڑ کر زمین کے برابر کرنا جائز ہے۔

موجودہ صورت میں اصل یہ ہے کہ کافر میت کو کسی دوسری جگہ منتقل کردیا جائے۔ اگر یہ ناممکن نظر آئے یا فتنے کا ڈر ہو تو کم از کم قبر کے امتیازی نشان کو مٹا کر زمین کے برابر کردیا جائے۔ صرف قبرستان کے ایک طرف لکیر کھینچ دینا کافی نہیں ہے کیونکہ ایسا حادثہ آئندہ بھی پیش آسکتا ہے جس کا مستقل سد باب ہونا چاہیے۔ اس لیے بہتر یہ ہے کہ گاؤں والے ہمت کرکے غیر مسلم مردوں کے لیے کوئی مخصوص کردیں تاکہ مستقبل میں مسلمانوں کو کسی مشکل کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

یہ بھی واضح ہو کہ شرعی احکام و مسائل کی واضح نشان دہی کے بعد کسی مسلمان کے لیے جائز اور لائق نہیں کہ ٹال مٹول سے کام لے۔

آج لاعلمی اور جہالت کی وجہ سے کسی جگہ مسلم غیر مسلم قبرستان اکٹھے ہوں تو فوراً ان کو جدا کردینا چاہیے۔ حضرت مثنی والا قصہ محض ایک تاریخی واقعہ ہے۔ واضح احادیث اور احکام کے مقابلے میں اس پر اعتماد کرنا مشکل امر ہے کیونکہ محض جان قربان کرنا گناہوں کا کفارہ نہیں بنتا۔ جب تک شہادتین (کلمہ توحید و رسالت) کا اقرار نہ کیا جائے۔ اہل کتاب سے امتیازی سلوک صرف ان امور میں ہے جہاں واضح شرعی احکام موجود ہوں جب کہ موجودہ مسئلہ ان میں شامل نہیں۔

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ حافظ ثناء اللہ مدنی

جلد:3،کتاب الجنائز:صفحہ:180

محدث فتویٰ